☆ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

بوسیدہ قرآن کریم کی حفاظت کا مسئلہ

عقیدہ کی پختگی کا دار و مدار' ایمان کی بنیادوں کے استحکام پر ہے- یہودیوں' عیسائیوں اور مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد علی الترتیب تورات' انجیل اور قرآن ہے- یہودی اور عیسائی خود اس کے معترف ہیں کہ وہ تورات اور انجیل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں' اپنی اصل صورت میں دُنیا میں موجود نہیں- تاریخ اور غیر مسلموں کی تحقیق اس بات پر شاہد ہے کہ اس وقت جو قرآن حکیم موجود ہے' بعینہ وہی کتاب اللہ ہے جو نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی- اس طرح ادیان عالم کی الہامی کتب میں قرآن حکیم ہی اپنی صحت و صداقت کے اِعتبار سے اس وقت دُنیا میں محفوظ ترین کتاب ہے- یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو جو عقیدت و محبت قرآن کریم کے ساتھ ہے' اس کی مثال کسی دوسرے دین کے ماننے والوں میں نہیں ملتی- قرآن حکیم کے ساتھ اس دلی وابستگی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بوسیدہ اوراق اور ان کی تعظیم و حفاظت کا بھی پورا پورا اہتمام کیا ہے- ذیل میں ہم حدیث و فقہ کی مستند و معتبر کتب کے حوالے سے قرآن کریم کے پھٹے پرانے اوراق کی حفاظت کے بارے میں جید فقہاء اسلام کی آراء کو تفصیل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں-

فقہ اسلامی کی مستند کتب میں قرآن حکیم کے پارینہ اوراق کی حفاظت کے بار میں عام طور پر تین طریقے بیان ہوئے ہیں :

(۱) جلا دینا-

(۲) دھوڈالنا یا بہادینا-

☆ ڈائریکٹر مذہبی امور و اوقاف پنجاب

(۴) دفن کردینا-

۱-جلادینا

قرآن حکیم کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام کو بلا کر انہیں قرآنی آیات لکھوادیا کرتے تھے- جنہیں جملہ حضرات ساتھ ہی ساتھ یاد بھی کر لیا کرتے تھے-اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک پورا قرآن کریم تحریری طور پر محفوظ ہو گیا تھا-بعض لوگ آیات لکھتے وقت ساتھ ہی یادداشت کے لئے معانی اور تفسیر بھی نقل کر لیتے-اس طرح قرآنی آیات اور تفسیری نوٹ خلط ملط ہو جاتے-مزید بر آں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مختلف قبیلوں' علاقوں اور مفتوحہ ملکوں کے مجاہدین اسلام جب کسی ایک محاذ پر جمع ہوتے تو وجوہ قرأت کے کثیر اختلاف کی وجہ سے ان میں اکثر تکرار ہوتا-رفع تکرار واختلاف کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کریم کا وہ معیاری نسخہ منگوایا جسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کروائی ہوئی تحریروں کو جمع کر کے محفوظ کیا تھا-اس معیاری نسخے کی کئی نقلیں تیار کروا کر خلافت اسلامیہ کے بڑے بڑے مراکز مکہ 'شام' یمن' بحرین' بصرہ اور کوفہ میں بھجوادیں اور ایک اپنے پاس رکھ لی-

ان معیاری نسخوں کے علاوہ بعض لوگوں نے قرآن کریم کو نقل کرنے میں جو بے احتیاطی کی تھی یا قرآنی آیات و تفسیر کو خلط ملط کر دیا تھا-ایسے تمام اوراق (صحف) کو جلادینے کا حکم دیا-

حافظ ابن حجر 'شرح بخاری میں لکھتے ہیں :

"ادرکت الناس متوافرین حین حرق عثمان المصاحف' فاعجبهم ذلک' اوقال لم ینکر ذلک منهم احد"(۱)

"یعنی میں نے اس وقت لوگوں کو بہت کثیر تعداد پایا جب حضرت عثمان نے مصاحف کو جلایا اور سب نے اسے پسند کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ان میں سے کسی نے انکار نہیں کیا"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کرتے ہوئے ابن بطال نے فتویٰ دیا کہ اس حدیث سے ان کتابوں کو جلانے کا جواز ملتا ہے- جن میں اللہ کا نام ہو' کیونکہ ایسا کرنے میں ان کتابوں کا

اکرام ہے اور پاؤں تلے روندے جانے سے بچاؤ کا اہتمام ہے۔ابن بطال کی عبارت ہے :

"فی هذا الحديث جواز تحريق الكتب التی فيها اسم الله بالنار' وان ذلک اكرام لها وصون عن وطئها بالاقدام" (۲)

ابن بطال کے علاوہ بھی بعض لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کو حجت مانا ہے۔ لیکن امت کی اکثریت نے قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق یا نسخوں کو جلانا مناسب نہیں سمجھا۔

امام کرمانی شارح بخاری کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن اوراق کو جلایا تھا وہ یا تو ایسے اوراق تھے جن میں اصل قرآن اور تفسیر خلط ملط کر دی گئی تھی' یا ایسے اوراق تھے جو قریش کی زبان میں نہ تھے' یا ان کی قراءات شاذ تھیں۔اور اس جلانے کا فائدہ یہ تھا کہ قرآن میں کوئی اختلاف واقع نہیں ہوگا۔

"فان قلت كيف جاز احراق القرآن' قلت المحروق هو القرآن المنسوخ او المختلط بغيره من التفسير اور بلغة غير قريش او القراء ات الشاذة و فائدته أنه لا يقع الاختلاف فيه"(۳)

"اگر آپ پوچھیں کہ قرآن کو جلانا جائز کیسے ہوا تو میں کہوں گا کہ جلا ہوا منسوخ قرآن تھا' یا قرآن اور تفسیر خلط ملط شدہ' یا غیر قریش کی لغت میں' یا شاذ قراءات پر مشتمل' اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں اختلاف واقع نہیں ہوگا۔"

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الحلیمی سے بھی ایسی ہی بات نقل کی ہے :

"احرق عثمان مصاحف كان فيها آيات و قراء ات منسوخة" (۴)

"حضرت عثمان نے ان مصاحف کو آگ میں جلوادیا تھا جن میں منسوخ آیتیں اور قراءتیں درج تھیں۔"

حافظ ابن حجر نے حضرت عثمان کے بارے میں تمام روایات نقل کرنے کے بعد جمہور کا فتویٰ نقل کیا ہے :

"وهذا الحكم هو الذی وقع فی ذلک الوقت' وأما الآن فالغسل أولی لمادعت الحاجة الی ازالته"(۵)

"جلانے کا حکم ایسا ہے جس پر اس وقت عمل ہوا- موجودہ حالات میں اگر اس کے ازالے کی ضرورہو تو جلانے کی بجائے صفحات کو دھوڈالنازیادہ بہتر ہے-"

علماء احناف نے واضح طور پر امام محمدؒ کے قول کے مطابق جلانے کی مخالفت کی ہے- چنانچہ "ذخیرہ" کے حوالے سے ابن عابدین نے لکھاہے :

"المصحف اذا صار خلقا تعذر القراء ة منه لا یحرق بالنار' الیه اشار محمدوبه ناخذ" (۶)

۲-دھوڈالنایابہادینا

فقہاء اسلام نے دوسرا طریقہ قرآنی الفاظ کوپانی سے دھوڈالنے کابیان کیاہے- حضرت عثمانؓ کے واقعہ میں ایک جگہ دھوڈالنے کاذکر بھی ملتاہے-ابو قلابہ کی روایت ہے :

"جب حضرت عثمان مصحف کی نقول کروانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے مختلف مراکز کے لوگوں کو لکھا : میں نے یہ کام انجام دے دیاہے اور اس کے علاوہ جو کچھ میرے پاس تھا' میں نے اسے مٹادیا- جو کچھ تمہارے پاس ہے' اسے مٹادو" مٹاناچاہے دھونے سے ہو' چاہے جلانے سے-

عربی عبارت ہے :

"إنی قد صنعت کذا و کذا' و محوت ما عندی فامحوا ما عندکم' والمحو اعم ان یکون بالغسل او التحریق" (۷)

حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے جلانے کے عمل کو حضرت عثمانؓ کے حالات کے ساتھ مخصوص کر کے' قرآنی صفحات کو دھوڈالنے کے طریقے کو مسلمانوں کارائج الوقت عمل بیان کیاہے- (۸)

قرآن حکیم کے بوسیدہ اوراق یانسخوں کو دھوڈالنے کاطریقہ پریس کی ایجاد سے پہلے تک مفید ثابت ہو سکتا تھا-لیکن مطبوعہ قرآنی اوراق یانسخوں کے لئے یہ طریقہ غیر مفید تھا-لہذا نہر یادریا کے بہتے پانی میں دھوڈالنے کی بجائے مطبوعہ اوراق کوپانی میں بہانے کا طریقہ اپنالیاگیا- مگر عقلی اور تجرباتی

نقطہ نظر سے یہ طریقہ بعض اوقات بہانے والے کی نیک نیتی کے باوجود قرانی اوراق و نسخہ جات کی تقدلیس کی بجائے توہین کا باعث بنتا ہے- دریا میں بہتے ہوئے اوراق کناروں سے جا لگتے ہیں- اگر وزن وغیرہ باندھ کر بھی پھینکے جائیں تو دریا کا پانی اترنے پر یہ ابھر آتے ہیں اور انسانوں اور مویشیوں کے پاؤں تلے روندے جاتے ہیں- اس لحاظ سے نہر یا دریا کے بہتے پانی میں قرآن کے بوسیدہ اوراق یا نسخوں کو بہانا بھی مناسب طریقہ نہیں ہے-

۳- دفن کرنا

علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں جلانے اور دھوڈالنے کے مختلف طریقوں کا ذکر کرنے کے بعد، آخر میں علماء احناف کا اجماعی فتویٰ نقل کیا ہے جس کے مطابق بوسیدہ قرآن کو انسانوں کے پاؤں تلے روندنے سے محفوظ کر کے دور پاکیزہ جگہ میں دفن کر دیا جائے :

"قال أصحابنا الحنفية ان المصحف اذا بلی بحیث لا ینتفع به یدفن فی مکان طاهر بعید عن وطأ الناس-" (۹)

"ہمارے حنفی اصحاب کا قول ہے کہ جب قرآن بوسیدہ ہو جائے اور اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جاسکے تو اسے ایسی پاکیزہ جگہ میں دفن کر دیا جائے جہاں وہ انسانوں کے پاؤں تلے روندے جانے سے محفوظ رہ سکے-"

قرآن کے اکرام و احترام کے پیش نظر بوسیدہ قرآن اور اس کے بوسیدہ اوراق کو بحفاظت پاکیزہ زمین میں دفن کرنے کا طریقہ مسلمانوں میں عام طور پر مقبول ہوا- اکثر فقہاء نے اور خاص طور پر فقہاء احناف نے اسے دیگر تمام طریقوں پر ترجیح دی-

علامہ محمد علاء الدین الحصکفی نے "فتاویٰ در المختار شرح تنویر الأبصار" میں بوسیدہ کتابوں کی حفاظت کے مختلف طریقوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :

"تدفن وهو أحسن كما فی الانبیاء" (۱۰)

"یعنی انہیں دفن کر دیا جائے جس طرح انبیاء کو دفن کیا جاتا ہے- اور یہ طریقہ سب سے احسن ہے-"

علامہ ابن عابدین نے "المجتبی" کے حوالے سے وضاحت سے لکھا ہے : والدفن أحسن كما فی الانبیاء والاولیاء اذا ماتوا اور نہ ہی دفن سے تعظیم کم ہوتی ہے کیونکہ

افضل الناس' انبیاء اور اولیاء دفن کئے جاتے ہیں۔ ان الدفن لیس فیه اخلال بالتعظیم لأن افضل الناس یدفنون"(۱۱)

کتاب "الذخیرۃ" کے حوالے سے ابن عابدین نے لکھا ہے :

"وینبغی أن یلف بخرقة طاهرة' و یلحدله لانه لوشق و دفن یحتاج الیٰ' اهالة التراب علیه' وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف"(۱۲)

"بوسیدہ قرآن کو پاکیزہ کپڑے میں لپیٹ لیا جائے اور باقاعدہ لحد بنا کر اس میں اسے دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر محض گڑھا کھود کر دفن کیا جائے تو اس پر مٹی ڈالی جائے گی' جس میں تحقیر کا پہلو نکلتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کے اوپر چھت بنا دی جائے۔"

فقہ حنبلی کے جید امام اور سلفی نقطہ نظر کے مؤید شیخ الاسلام ابن تیمیہ بوسیدہ اور پرانے قرآن مجید کی حفاظت کے لئے دفن کر دینے کو سب سے بہتر طریقہ قرار دیتے ہیں۔ اس سوال :

"سئل رحمه الله عن المصحف العتیق اذا تمزق ما یصنع به" پرانا مصحف (قرآن) جب پھٹ جائے تو اس کا کیا جائے ؟ کے جواب میں فرماتے ہیں :

"اما المصحف العتیق والذی تخرق وصار بحیث لا ینتفع به بالقراءة فیه فانه یدفن فی مکان یصان فیه کما أن کرامة بدن المؤمن دفنه فی موضع یصان فیه" (۱۳)

"پرانا مصحف (قرآن) جو پھٹ جائے' اور اس سے تلاوت نہ کی جا سکے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ایسی جگہ میں دفن کر دیا جائے جس میں وہ محفوظ ہو جائے' جس طرح مؤمن کے بدن کی تکریم یہ ہے کہ اسے کسی محفوظ جگہ میں دفن کر دیا جائے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں بوسیدہ و پارینہ قرآن کریم کے بارے میں فتویٰ موجود ہے :

"المصحف اذا صار خلقا لا یقرأمنه ویخاف أن یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن' ودفنه أولیٰ من وضعه موضعا یخاف أن یقع علیه النجاسة أونحو ذلک"(۱۴)

"جب مصحف (قرآن) پرانا ہو جائے کہ اس سے تلاوت نہ ہو سکے اور اس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پاکیزہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ اس کو دفن کر دینا بہتر

ہے یہ نسبت اسے ایسی جگہ رکھنے کے جہاں اس پر نجاست پڑ جانے کا خوف ہو' یا اس طرح کی کسی اور بات کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہو-"

فتاویٰ عالمگیریہ میں دفن کرنے کے اس طریقہ کی ابن عابدین نے وضاحت کی ہے :

"ويلحد له لانه لوشق ودفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفي ذلک نوع تحقير" (۱۵)

"دفن کرنے کے لئے باقاعدہ لحد بنائی جائے اگر صرف گڑھا کھود کر دفن کیا جائے تو مٹی ڈالتے وقت اس پر مٹی پڑے گی-اور اس میں تحقیر کا پہلو ہے-"

الغرائب کے حوالہ سے یہ طریق دفن بھی روا ہے کہ چھت کی طرح تختے وغیرہ لگا دیئے جائیں اور اوراق پر مٹی گرنے کا احتمال باقی نہ رہے :

"الا اذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب اليه فهو حسن ايضا-" (۱۶)

فقہ اسلامی کی کتابوں میں قرآن کریم کے بوسیدہ وپارینہ اوراق کو تکریم و حفاظت کی خاطر درو دیوار کے شگاف یا دراڑ وغیرہ میں رکھنے کو پسند نہیں کیا گیا اور نہ کسی ایسی جگہ پر رکھنے کی تائید کی گئی ہے کہ جہاں سے اورق کے گر پڑنے کا اندیشہ ہو یا ان پر کسی نجاست وغیرہ کے گرنے کا خطرہ ہو- فتاویٰ عالمگیری میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے :

"ودفنه اولىٰ من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة أونحو ذلک" (۱۷)

علامہ جلال الدین سیوطی نے "الاتقان" میں لکھا ہے :

"اذا احتيج الى تعطيل بعض أوراق المصحف لبلاء و نحوه فلا يجوز وضعها فى شق أوغيره لانه قد يسقط ويوطا-" (۱۸)

"اگر مصحف (قرآن) کے اوراق کہنہ وبوسیدہ ہو جائیں' اور وہ تلاوت وغیرہ کے لئے مفید نہ رہیں تو ان کو دیوار کی دراڑ' یا کسی ایسی جگہ میں رکھنا جائز نہیں کیونکہ بسا اوقات وہ اس جگہ سے نکل کر گر پڑتے ہیں اور پامال ہو جاتے ہیں-"

اسی طرح بوسیدہ اوراق قرآن پھاڑ ڈالنا بھی جائز نہیں کیونکہ اس سے قرآنی حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرنا اور کلمات کو پراگندہ کرنا لازم آتا ہے-اور اس سے قرآن کی بے حرمتی ہوتی ہے

"ولا یجوز تمزیقها لمافیه من تقطیع الحروف و تفرقة الکلم و فی ذلک ازراء بالمکتوب-" (۱۹)

سعودی حکومت کے زیر اہتمام تدوین شدہ عصر حاضر کے معروف فتاویٰ موسومہ بہ "فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والاتاء" کے فتویٰ نمبر3916 کے ضمن میں اس سوال :"هل يجوز احراق اوراق القرآن الكريم التی نجدها فی الشوارع" کہ گلی کوچوں میں قرآن کریم کے گرے پڑے اوراق کو کیا جلا دینا جائز ہے ؟ کے جواب میں درج ہے کہ :"ولک ايضا ان تحفظها من الاهانة بدفنها فی ارض طيبة"(۲۰)

یعنی آپ پر یہ بھی لازم ہے کہ ان اوراق کو پاک زمین میں دفن کر دیں تاکہ وہ بے حرمتی سے محفوظ رہیں-

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و مصادر

۱- ابن حجر العسقلانی : فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۵ طبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ۱۹۵۹ء بدر الدین العینی : عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۸ طبعۃ محمد امین دمج بیروت

۲- ابن حجر العسقلانی : فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۵

۳- الکرمانی : البخاری بشرح الکرمانی ج ۱۹ ص ۹ طبع المطبعۃ المصریہ ۱۹۳۷ء

۴- جلال الدین السیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۷۲ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۴ء

۵- ابن حجر العسقلانی : فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۵ وبدر الدین العینی : عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۹

۶- ابن عابدین : حاشیہ رد المختار ج ۶ ص ۴۲۲ طبع مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ۱۹۶۶ء

۷- ابن حجر العسقلانی : فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۵

۸- ایضاً

۹- بدر الدین العینی : عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۹

۱۰- محمد علاء الدین الحصکفی : فتاوی در المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۳۷ مطبع قدوسی کلکتہ ۱۸۵۶ء

۱۱- ابن عابدین : حاشیہ رد المختار ج ص ۴۲۲

۱۲- ایضاً

۱۳- ابن تیمیۃ : مجموعۃ الفتاوی ج ۱۲ ص طبع دار الوفاء منصورہ مصر ۱۹۹۷ء

۱۴- الشیخ نظام و جماعۃ من علماء الھند : الفتاوی العالمگیریۃ ج ۵ ص ۳۲۳ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۹۷۸ء

۱۵- ابن عابدین : حاشیہ رد المختار ج ۶ صفحہ ۴۲۲

۱۶- الشیخ نظام الدین و جماعۃ من علماء الہند : الفتاوی العالمگیریۃ ج ۵ ص ۳۲۳

۱۷- ایضاً

۱۸- جلال الدین السیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۷۲

۱۹- ایضاً

۲۰- الشیخ احمد بن عبد الرزاق الدویش : فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء ج ۴ ص ۵۲ مکتبۃ المعارف بالریاض ۱۴۱۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆